تذکرہ
مشائخ نقشبندیہ
مصنف
علامہ محمد نور بخش توکلی

تذکرہ

مشائخ نقشبندیہ

مصنف

علامہ محمد نور بخش توکلی (ایم اے)

توضیح و تخریج

محمد الیاس عادل

ناشر

مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب * تذکرہ مشائخ نقشبندیہ

مصنف * علامہ نور بخش توکلی۔ ایم۔ اے

توضیح وتخریج * محمد الیاس عادل

ناشر * مشتاق احمد

باہتمام * سلمان خالد

عربی پروف خوانی * قاری نجم الصبیح

پرنٹرز * اسلم عصمت پرنٹرز، لاہور

کمپوزنگ * گل گرافکس

قیمت * روپے

نوٹ: پروردگارِ عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔

ناشر

پہلا باب

۳۵۔ حالات سیدنا ومرشدنا خواجہ توکل شاہ انبالوی قدس سرہٗ

(مشتمل بر دوازدہ باب)

ولادت اور نسب شریف:

آپ موضع پکھو کے میں جو ضلع گورداسپور میں موضع رتر چھتر اور ڈیرہ بابا نانک کے درمیان واقع ہے۔ قریباً ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والدین کا سایۂ عاطفت نہایت خرد سالی میں سر سے اُٹھ گیا۔ آپ کا کوئی اور بہن بھائی نہ تھا۔ آپ کے نانا صاحب میاں اللہ دین شاہ مست نے جو نوشاہی طریق کے ایک صاحب نسبت درویش تھے اس دریتیم کی پرورش کی۔ ایک موقع پر خود آپ نے فرمایا:۔

''میرے نانا صاحب کے صرف دو بچے تھے۔ ایک والدہ صاحبہ دوسرے ماموں صاحب جو دو مرتبہ انبالہ میں میرے ملنے کو تشریف لائے۔ ماموں صاحب نے شادی نہیں کی۔ تمام عمر تجرد میں بسر کر دی۔[1]

نام مُبارک:

آپ کے نام مبارک میں مختلف اقوال ہیں جن کے ایراد کی چنداں ضرورت نہیں۔ جناب مولوی حاجی سید ظہور الدین بن حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ سید سخاوت علی انبہٹوی رحمۃ اللہ علیہ[2] کا بیان ہے کہ حضرت قبلہ سائیں صاحب ایک روز ارشاد فرمانے لگے:۔

---

۱ تذکرہ توکلیہ مولفہ مولوی نور احمد صاحب مرحوم۔ صفحہ نمبر ۶۲۱۔

۲ سید صاحب موصوف گورنمنٹ مڈل سکول انبالہ میں مدرس تھے۔ نومبر ۱۸۸۷ء سے فروری ۱۸۹۴ء تک شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بلا فصل حاضر ہوتے رہے۔ اور فیض حاصل کرتے رہے۔ راقم الحروف کی التماس پر آپ نے حضرت شاہ صاحب کے مختصر حالات قلم بند فرمائے ہیں۔ جن کا قلمی نسخہ اس وقت زیرِ نظر ہے۔

الدین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مولوی خلیل الرحمن سہار نپوری آپ کے سلسلہ مریدین میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت سائیں صاحب کے لئے رزق کا بے وقت آنا، من وسلوی سے تعبیر کر کے ایک نظم اس نزولِ رزق کے بارہ میں لکھی۔ حضرت سائیں صاحب نے جب یہ نظم سنی تو بہت ناراض ہوئے حکم دیا کہ اس نظم کو پھاڑ ڈالو اور تلف کر دو۔

غیب سے رزق:

پھر مجھ سے فرمانے لگے کہ مولوی! ہم ناچیز آدمیوں کو پیغمبروں کے اوصاف میں شامل کرنا نہایت بے ادبی اور گستاخی ہے۔ وہ تو ایک خاص رزق عنایت الٰہی کا ذکر فرمایا کہ بات صرف اس قدر تھی کہ ہم چند آدمی راوی کے کنارے یادِ الٰہی میں ٹھہرے ہوئے ذکر و شغل کیا کرتے تھے۔ اتفاقاً چار پانچ روز تک کوئی چیز کھانے کی یا نقدی نہ آئی۔ فقیر عین صبح صادق کے وقت یا کچھ پہلے مراقبہ سے فارغ ہو کر خشوع و خضوع کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں سجدے میں گر پڑا اور نہایت عاجزی سے عرض کیا۔ اے پاک پروردگار! میں تو امتحان کے قابل نہیں ہوں۔ میرے ساتھ یہ چند بندے بھی امتحان میں آ گئے۔ تو ہمارے حال پر رحم فرما اور ان ہمراہیوں کو اپنے فضل و کرم سے رزق عطا فرما کر مجھ گنہگار کو سرخرو فرما اور ان کے روبرو نادم نہ کر۔ خدا تعالیٰ کا فضل ایسا ہوا کہ میں نے سجدے سے سر اٹھایا ہی تھا کہ دو تین آدمی خوانوں میں بہت عمدہ دودھ کی کھیر لئے میرے سامنے آئے۔ اور وہ خوان میرے آگے کھانے کے لئے پیش کیا۔ سب نے سیر ہو کر کھایا۔ مولوی! اللہ تعالیٰ تو روزمرہ غیب ہی سے اپنے بندوں کو طرح طرح کی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ اس کو من وسلویٰ کہنا بڑی نادانی ہے۔ انتہیٰ۔ اس کے بعد سید صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ حضرت سائیں صاحب کا یہ فرمانا درست ہے کہ غیر انبیاء کو انبیاء کرم کے مشابہ نہ کرنا چاہئے کہ باقی خدا تعالیٰ ہی اگر غیر انبیاء پر انبیاء جیسے انعامات کرے تو یہ اس کا فضل ہے۔ حضرت سائیں صاحب کا ایسا فرمانا انکسار ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ کہ حضور کی امت مرحومہ پر ایسے ایسے انعام واکرام غیب سے عطا ہوں۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ انتہےٰ۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ صاحب تفسیر روح البیان ولکل امۃ رسول الآیہ۔ کے تحت میں یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

ثم الرسول یاتی بالوحی الظاھر والباطن ووارث الرسول

یاتی بالوحی الباطن وھو الالھام الا لٰھی و کل ماجز وقوعه للانبیاء من المعجزات جاز للاولیاء مثله من الکرامات

رسول وحی ظاہر و باطن لاتا ہے اور رسول کا وارث وحی باطن یعنی الہام الٰہی لاتا ہے۔ اور جن معجزات کا وقوع انبیاء کرام کے لئے جائز ہے۔ اولیاء کے لئے اُن کی مثل کرامات کا وقوع جائز ہے۔

پس مرشدنا خواجہ انبالوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد آپ کے کمال تواضع وتقویٰ پر مبنی ہے۔

سادات کا احترام:

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ آپ کے اہلبیت کا احترام کیا جائے۔ قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس پر پورے عامل تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کے پاؤں دبانے لگتا تو پوچھ لیتے تھے کہ تو سید تو نہیں۔ اگر سید ہونے کا شبہ بھی ہوجاتا تو پاؤں ہٹا لیتے اور فرماتے کہ سید سے پاؤں دبوانا گستاخی ہے۔

صاحب تذکرہ تو کلیہ لکھتے ہیں کہ آپ کے مدرسہ میں ایک طالب علم پڑھتا تھا جو اپنے تئیں سید بتاتا تھا۔ اس کو روٹی مدرسہ سے ملتی تھی۔ ایک دن اسے جو کھانا ملا تو وہ کسی ناجائز جگہ لے گیا۔ جناب حکیم سمیع الدین صاحب دہلوی اور ایک مولوی صاحب نے حضرت صاحب سے شکایت کی اور استدعا کی کہ اس کو مدرسہ سے نکال دینا چاہئے فرمایا۔ تم لوگ مولوی ہو۔ تم جانو۔ مگر ہم تو سید کے نکالنے کی بابت کبھی بھی لب کشائی نہ کریں گے۔ اگر اس کو نکالو تو اس کا وظیفہ بند نہ کرنا۔ اور طعام مقررہ جاری رکھنا۔

جناب مولوی سید ظہور الدین صاحب کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحب سید اور مولوی کی بہت عزت فرماتے تھے۔ میر محمد یوسف صاحب چھاؤنی والے آپ کے خاص مریدوں میں تھے۔ مگر آپ سید ہونے کی وجہ سے ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ان کی طرف پشت تک نہ کرتے تھے۔ ایک روز آپ کا سانس اکھڑا ہوگیا۔ رات کے دس بجے تھے۔ تکلیف زیادہ تھی۔ میں اتفاقاً حاضر خدمت ہوا اور پائے مبارک کی طرف بیٹھ گیا۔ فوراً مجھے سر مبارک کی طرف کھینچ لیا۔ فرمانے لگے۔ سید ہو۔ صوفی مولوی ہو۔ میرا خیال تھا کہ اس وقت مولوی ہو تو بہتر ہے۔ تو آہی

نواں باب

ارشاداتِ عالیہ

حضرت خواجہ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ سلوک سے مقصود یہ ہے کہ معرفت اجمالی تفصیلی ہو جائے۔ اس قول کی تشریح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام علوم کو وحی سے اخذ فرماتے تھے۔ اولیاء کرام ان علوم کو بطریق الہام حق تعالیٰ سے اخذ کرتے ہیں۔ اور علمائے کرام نے ان علوم کو شرائع سے اخذ کر کے بطریق اجمال بیان کیا ہے۔ وہ علوم جیسا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تفصیلاً و کشفاً حاصل تھے اولیاء اللہ کو بھی اسی طریق سے حاصل ہوتے ہیں۔ ہاں اصالت و تبیعت کا فرق ضرور ہے۔ مگر اولیاء اللہ میں سے ہر ایک کو یہ کمال حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض کو ازمنہ دراز کے بعد اس کمال کے لیے انتخاب کرتے ہیں۔ (مکتوبات دفتر اول مکتوب ۔۳) یہ معلوم ہے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ امی تھے۔ آپ کے مکاشفات قدسیہ راقم الحروف کے خیال میں ایک حد تک حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریح مذکور کی توضیح کے لیے کافی دوانی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

علم قرآن:

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (سورہ حجر۔ اخیر آیت) سے کیا مراد ہے۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین نہ تھا۔ فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو حق الیقین کا مرتبہ حاصل تھا۔ اس آیت میں یقین سے مراد موت ہے

آیت کا مفہوم:

کسی نے آپ سے آیہ شریفہ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ (سورہ حدید رکوع اول) کے معنی دریافت کئے۔ فرمایا کہ اول نور خدا اور آخر نور اس کا۔ وہ ظاہر ہے تجلی ظہور صفات سے اور باطن ہے عین ذات کے لحاظ سے۔ ذات پردے میں ہے اور صفات کا ظہور